

اسحاق سے مامون کا مناظرہ

<?xml encoding="UTF-8">

اسحاق سے مامون کا مناظرہ :

مامون نے اپنی خلافت کے زمانے میں چاہے سیاسی مصلحت کی بنیاد پر یا اپنے عقیدے کی بنیاد پر، مولائے کائنات کی برتری کا اقرار کیا اور اپنے کو شیعہ ظاہر کیا ایک دن ایک علمی گروہ جس میں اس کے زمانے کے (۴۰) چالیس دانشمند اور خود اسحاق بھی انہیں کے ہمراہ تھے ، کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: جس دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت پر مبعوث ہوئے اس دن بہترین عمل کیا تھا؟ اسحاق نے جواب دیا ، خدا اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان لانا ۔ مامون نے دوبارہ پوچھا ، کیا اسلام قبول کرنے میں اپنے حریفوں کے درمیان سبقت حاصل کرنا بہترین عمل نہ تھا ؟ اسحاق نے کہا ، کیونہیں ہم قرآن مجید میں پڑھتے ہیں ۔

والسابقون السابقون اولیک المقربون،

اور اس آیت میں سبقت سے مراد وہی اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنا ہے مامون نے پھر سوال کیا ، کیا علی علیہ السلام - سے پہلے کسی نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی ہے ؟ یا علی(علیہ السلام) - وہ پہلے شخص ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں ؟ اسحاق نے جواب دیا ، علی علیہ السلام ہی وہ ہیں جو سب سے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے لیکن جس دن وہ ایمان لائے ، بچے تھے اور بچے کے اسلام کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن ابو بکر اگرچہ وہ بعد میں ایمان لائے اور جس دن خدا پرستوں کی صف میں کھڑے ہوئے وہ بالغ وعامل تھے لہذا اس عمر میں ان کا ایمان اور عقیدہ قابل قبول ہے۔ مامون نے پوچھا ، علی کس طرح ایمان لائے؟ کیا پیغمبر نے انہیں اسلام کی دعوت دی یا خدا کی طرف سے ان پر الہام ہوا کہ وہ آئینا ورتوحید اور اسلام کو قبول کریں؟ یہ بات کہنا بالکل صحیح نہیں ہے کہ حضرت علی کا اسلام لانا خداوند عالم کی طرف سے الہام کی وجہ سے تھا، کیونکہ اگر ہم یہ فرض کر لیں تو اس کا لازمہ یہ ہوگا کہ علی علیہ السلام کا ایمان پیغمبر کے ایمان سے زیادہ افضل ہو جائے گا اس کی دلیل یہ ہے کہ علی کا پیغمبر سے وابستہ ہونا جبرئیل کے توسط اور ان کی رہنمائی سے تھا نہ یہ کہ خدا کی طرف سے ان پر الہام ہوا تھا ۔ بہر حال اگر حضرت علی کا ایمان لانا پیغمبر کی دعوت کی وجہ سے تھا تو کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ایمان کی دعوت دی تھی یا خدا کا حکم تھا؟۔

یہ کہنا بالکل صحیح نہیں ہوگا کہ پیغمبر خدا نے حضرت علی کو بغیر خدا کی اجازت کے اسلام کی دعوت دی تھی بلکہ ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ پیغمبر اسلام نے حضرت علی علیہ السلام کو اسلام کی دعوت ، خدا کے حکم سے دی تھی ۔

کیا خداوند عالم اپنے پیغمبر کو حکم دے گا کہ وہ غیر مستعد (آمادہ) بچے کو جس کا ایمان لانا اور نہ لانا برابر ہو اسلام کی دعوت دے؟

(نہیں)۔ بلکہ یہ ثابت ہے کہ امام - بچپن میں ہی شعور و ادراک کی اس بلندی پر فائز تھے کہ ان کا ایمان بزرگوں کے ایمان کے برابر تھا۔

(عقد الفرید، ج ۳، ص ۴۳۔ اسحاق کے بعد جاحظ نے کتاب العثمانیہ میں اشکال کیا ہے اور ابو جعفر اسکافی نے کتاب نقض العثمانیہ میں اس اعتراض کا تفصیلی جواب دیا ہے اور ان تمام بحثوں کو ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح ج ۱۳ ص ۲۱۸ سے ص ۲۹۵ پر لکھا ہے۔)

یہاں مناسب تھا کہ مامون اس کے متعلق دوسرا بھی جواب دیتا کیونکہ یہ جواب ان لوگوں کے لئے مناسب ہے جن کی معلومات بحث ولایت و امامت میں بہت زیادہ ہو اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیائے الہی کا کبھی بھی ایک عام آدمی سے مقابلہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ان کے بچپن کے دور کو عام بچوں کے بچپن کی طرح سمجھنا چاہئے اور نہ ہی ان کے فہم و ادراک کو عام بچوں کے فہم و ادراک کے برابر سمجھنا چاہیے، پیغمبروں کے درمیان بعض ایسے بھی پیغمبر تھے جو بچپن میں ہی فہم و کمال اور حقایق کے درک کرنے میں منزل کمال پر پہنچے تھے، اور اسی بچپن کے زمانے میں ان کے اندر یہ لیاقت موجود تھی کہ پروردگار عالم نے حکمت آمیز سخن اور بلند معارف الہیہ ان کو سکھایا، قرآن مجید میں جناب یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بیان ہوا ہے :

(يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا) (مریم ۱۲)

اے یحییٰ کتاب (توریت) مضبوطی کے ساتھ لو اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں اپنی بارگاہ سے حکمت عطا کی جب کہ وہ بچے تھے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس آیت میں حکمت سے مراد نبوت ہے اور بعض لوگوں کا احتمال یہ ہے کہ حکمت سے مراد معارف الہی ہے۔

بہر حال جو بھی مراد ہو لیکن آیت کے مفہوم سے واضح ہے کہ انبیاء اور اولیاء الہی ایک خاص استعداد اور فوق العادہ قابلیت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، اور ان کا بچپن دوسروں کے بچپن سے الگ ہوتا ہے، حضرت عیسیٰ - اپنی ولادت کے دن ہی خدا کے حکم سے لوگوں سے گفتگو کی اور کہا :

بے شک میں خدا کا بندہ ہوں، مجھ کو اُسی نے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھ کو نبی بنایا۔ (سورہ مریم، آیت ۳۰)

معصومین علیہم السلام کے حالات زندگی میں بھی ہم پڑھتے ہیں کہ ان لوگوں نے بچپن کے زمانے میں عقلی، فلسفی اور فقہی بحثوں کے مشکل سے مشکل مسئلوں کا جواب دیا ہے -

(بطور مثال وہ مشکل سوالات جو ابوحنیفہ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور یحییٰ ابن اکثم نے امام جواد - سے کیے تھے۔ اور جو جوابات ان لوگوں نے سنا وہ آج بھی حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں)۔ جی ہاں نیک لوگوں کے کاموں کو اپنے کاموں سے قیاس نہ کریں اور اپنے بچوں کے فہم و ادراک کو پیغمبروں اور اولیاء الہی کے بچپن کے زمانے سے قیاس نہ کریں۔

(امیر المؤمنین علیہ السلام - فرماتے ہیں:

لَا يُقَاسُ بِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَحَدٌ .

اس امت کے کسی بھی فرد کو پیغمبر اسلام کے فرزندوں اور خاندان سے موازنہ نہ کرو۔ نہج البلاغہ، خطبہ دوم)